© rasailojaraid.com

طرف ہی کی جائے گی۔ اس لیے کسی قانونی دستاویز میں اس نسبت کو تبدیل کرنا اسلامی اصول کے منافی ہو گا۔ اس فقہی صورت حال کے باوجود اگر ایک شخص امریکہ یا یورپ میں اچھے مالی حالات میں ہے اور اس کے بھائی کے بچے یا بہن کے بچے مشکل میں زندگی گزار رہے ہیں تو وہ کیا کرے؟ کیا ان بچوں کو اپنی سگی اولاد ظاہر کر کے اپنے پاس لے آئے اور ان کی تعلیم و پرورش اعلیٰ معیار پر کرے؟ میرے خیال میں اصل مسئلہ فقہی نہیں ہے۔ اسلام نے ہر صاحب حیثیت فرد پر اپنے اعزہ و اقربا کے بعض حقوق متعین کر دیے ہیں جن پر عمل ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نظام کفالت بھی بنا دیا ہے تاکہ جو لوگ براہ راست مادی فائدہ نہیں حاصل کر سکتے انھیں بھی ہر قسم کی امداد فراہم کی جا سکے۔

اسلام ہر پیدا ہونے والے بچے کے رزق، تعلیم، صحت، تحفظ، عزت اور کاروبار حیات کو جائز طور پر سرانجام دینے کے لیے وسائل کی فراہمی کا ذمہ لیتا ہے۔ اور اگر ایک بچے کے جائز نگران انھیں سہولتیں فراہم کرنے سے عاجز ہوں تو ریاست اس کے ان تمام بنیادی امور کا ذمہ لیتی ہے۔ گویا کسی بچے کی امداد یا کسی عزیز کی مالی امداد کرنے کا محض ایک ہی ذریعہ نہیں ہے کہ اس بچے کا نسب تبدیل کر کے اپنے آپ سے منسوب کر دیا جائے۔ آخر ایک بیرون ملک پاکستانی کو اس بات سے کس نے روکا ہے کہ وہ اپنے بھائی یا بہن کے بچے کی تعلیم، صحت اور لباس وغیرہ کے خرچہ کے لیے ہر ماہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ بھیج کر اس کی مناسب و اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کرے جب کہ وہ بچہ اپنے والدین کے پاس ہی ہو۔ یہی شکل ایک ایسے بچے کے لیے بھی اختیار کی جا سکتی ہے جو قریبی عزیز نہ ہو لیکن ضرورت مند ہو۔ جہاد کشمیر سے متاثر ہونے والے ہزارہا بچوں کے لیے بیرون ملک پاکستانی اور اندرون پاکستان دردمند حضرات و خواتین تعلیم و تربیت کے لیے خرچہ کا بندوبست کرتے ہیں اور بغیر بچوں کا نسب تبدیل کیے یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

ایک اور مشکل جو قیاس کی جا سکتی ہے وہ ایسے لااولاد افراد کا مسئلہ ہے جو کسی عزیز کے بچے کو متبنیٰ بنا کر اپنے پاس لانا چاہتے ہوں۔ اس شکل میں اسلام کا اصول تو اوپر واضح ہو چکا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں، ہاں اگر کسی ملک کا قانون یہ اختیار دیتا ہو کہ بغیر نسب تبدیل کیے اس بچے کو کاغذی کارروائی کے بعد پاکستان سے باہر لے جا کر پرورش کیا جائے اور یہ کام اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہو تو گو وہ بچہ اپنے حقیقی ماں باپ کی اولاد ہی کہلائے گا لیکن اس طرح اس کی تعلیم و تربیت ایک صدقہ جاریہ کا درجہ رکھے گی۔ اور اس کا اجر اچھی تربیت کرنے والے افراد کو ملے گا۔ ہمارے اپنے دور میں اور بعد کے ادوار میں ایسی صورتیں پیش آ سکتی ہیں جب بچوں کی ایک تعداد یتیم ہو جائے جیسا کہ جہاد کشمیر یا جہاد بوسنیا یا جہاد چیچنیا وغیرہ میں ہوا۔ قرآن پاک نے زکوٰۃ کی لازمی تقسیم میں اس مد کو شامل کر کے ہمیشہ کے لیے اس مسئلہ کا حل تجویز کر دیا ہے۔ پھر صدقات کے حوالے سے یہ بات طے کر دی ہے کہ ایسے افراد کو بے سہارا نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی مستقل مالی امداد کی جائے گی۔ اس کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ یہ محض انفرادی امداد کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ایسے ادارے قائم کیے جا سکتے ہیں جو بطور وقف کے صرف تعلیم و فلاح کے کاموں کے لیے اپنے وسائل استعمال کریں۔ (ا-ا)

الکوحل کا بطور پرفیوم استعمال

آج کل جتنی بھی پرفیوم بنتی ہیں ان میں کچھ فیصد الکوحل شامل ہوتی ہے۔ کچھ پر لکھا ہوتا ہے اور کچھ پر نہیں بھی لکھا ہوتا۔ لکھا ہوا ہو یا نہ لکھا ہوا ہو، ان میں الکوحل کی تھوڑی سی مقدار ضرور شامل ہوتی ہے۔ کیا یہ خوشبو استعمال کرنا جائز ہے؟ یہ خوشبو استعمال کر کے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ کیونکہ اس میں شک کی گنجایش نہیں ہے کہ الکوحل شامل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کچھ کی رائے ہے کہ الکوحل کی وجہ سے نہیں لگائی جا سکتی۔ آپ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

آج کل جو کولون وغیرہ مردوں اور خواتین کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ان میں الکوحل کو بطور base استعمال کیا جاتا ہے اور عطریات کو اس میں حل کر کے مختلف قسم کے کولون تیار کیے جاتے ہیں۔ آپ کے سوال میں اس سلسلے میں دو پہلو اٹھائے گئے ہیں۔ پہلے کا تعلق الکوحل کے بیرونی طور پر لباس یا جسم پر استعمال کرنے سے ہے اور دوسرے کا تعلق الکوحل سے بنے ہوئے عطریات لگانے کے بعد نماز کی ادائگی سے ہے۔

یہ بات تو قرآن پاک نے ہمیشہ کے لیے طے کر دی ہے کہ خمر جس میں الکوحل زیادہ مقدار میں ہوتی ہے، ناپاک (رجس) ہے اور عمل شیطان ہے۔ اس لیے اس سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے (المائدہ ۵:۹۰)۔ آیت تحریم خمر کے بعد قیامت تک خمر اور مسکرات کو جائز نہیں کیا جا سکتا، لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ الکوحل کے دیگر استعمالات کو بھی قرآن کریم نے حرام قرار دے دیا۔ اس پر ایک سے زائد فقہی آرا پائی جاتی ہیں۔ قرآن پاک نے ہی ایک اور مقام پر یہ بات کہی ہے کہ "اس میں بڑی برائی ہے اور انسانوں کے لیے کچھ نفع بھی" (البقرہ ۲:۲۱۹)۔ گو آیت تحریم خمر نشہ آور اشیا یا مسکرات کے استعمال کی مخالف ہے اور اس آیت کا نسخ کرتی ہے لیکن بطور مشروب ممانعت کے باوجود اس میں گنجایش نکلتی ہے کہ الکوحل کو کسی ایسے استعمال میں جس میں عوام الناس کے لیے نفع ہو، استعمال کیا جا سکے۔

شریعت کا معروف اصول ہے کہ ضرورت بعض ممنوع اشیا کو بھی وقتی اور محدود طور پر مباح کر دیتی ہے۔ اس لیے اگر بعض عطریات صرف الکوحل ہی میں حل کر کے استعمال کیے جا سکتے ہوں تو الکوحل کا یہ استعمال اس غرض کے لیے ممنوع شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت دنیا میں ایک معروف طریق علاج

© rasailojaraid.com